روزنامہ
1913ء سے جاری شدہ
FR-10
الفضل
The ALFAZL Daily
ٹیلی فون نمبر 047-6213029
web: http://www.alfazl.org
email: editor@alfazl.org
ایڈیٹر : عبدالسمیع خان
ہفتہ 18 مئی 2013ء 7 رجب 1434 ہجری 18 ہجرت 1392 ہش جلد 63-98 نمبر 112

اخلاق عالیہ رفقاء حضرت بانی سلسلہ احمدیہ

حضرت مولوی محمد ابراہیم صاحب بقاپوری تحریر فرماتے ہیں:

میں جوانی میں پورا قرآن کریم تین روز میں ختم کیا کرتا تھا۔ اس کے بعد سات روز میں ختم کرنا شروع کیا۔ پھر دس روز میں، پھر پندرہ روز میں، پھر ایک ماہ میں یعنی ایک پارہ روز اور اب تو بڑھاپے کی وجہ سے زیادہ نہیں پڑھا جا سکتا صرف آدھ پارہ روزانہ تلاوت کر لیتا ہوں۔ اللہ تعالیٰ کے فضل سے اس تلاوت کی برکت سے اتنا عبور ہو گیا ہے کہ اگر دوسرا آدمی تلاوت کر رہا ہو تو وہ حصہ میری آنکھوں کے سامنے آجاتا ہے اور معلوم ہو جاتا ہے کہ فلاں آیات فلاں پارہ میں ہیں۔ گو حافظوں کی طرح مسلسل نہیں پڑھ سکتا۔ 17-1916ء کا واقعہ ہے کہ ایک بار حافظ غلام رسول صاحب وزیر آبادی نظارت تعلیم وتربیت کی طرف سے بھیرہ رمضان شریف میں قرآن کریم سنانے کے لئے بھجوائے گئے۔ میں بھی ان دنوں نظارت دعوت الی اللہ کی طرف سے وہاں پر موجود تھا۔ ایک دن حافظ صاحب کا قرآن سننے کے لئے دوسرے حافظ صاحب نہ آئے تو حافظ صاحب نے کہا کہ قرآن کریم کا اعادہ کرنا تھا۔ میں نے کہا آپ مجھے سنائیں۔ کہنے لگے ناظرہ خواں غلطی نہیں نکال سکتے۔ میں نے کہا سنائیں تو سہی۔ چنانچہ حافظ صاحب نے ابتداء ہی میں سہو کیا تو میں نے کہا یہ آیت تو فلاں موقعہ کی ہے۔ حافظ صاحب حیران ہوئے اور کہنے لگے کہ آپ کو تو اچھا خاصا قرآن یاد ہے۔ امید ہے اچھی طرح سن لیں گے۔ چنانچہ اس دن میں نے بطور سامع کے سنا۔

اسی طرح 33-1932ء کے جلسہ سالانہ کے بعد مدرسہ احمدیہ کے صحن میں رپورٹ جلسہ سالانہ سنائی گئی تو حضور نے تبصرہ فرماتے ہوئے کسی آیت کی تلاوت کی تو اٹک گئے۔ میں نے فوراً وہ آیت پڑھ دی۔ حضور نے فرمایا کسی حافظ کو موقعہ دینا چاہئے۔ دوسری بار پھر اٹکے تو میں خاموش رہا۔ لیکن اس دفعہ پھر کسی غیر حافظ نے لقمہ دیا۔ اس پر حضور نے فرمایا کہ ''اب پھر ایک غیر حافظ نے لقمہ دیا ہے۔ ہم تو حافظ روشن علی صاحب کے لقمہ دینے کے عادی ہیں کہ اگر کسی آیت کا ایک لفظ بھی پڑھتے تو حافظ صاحب فوراً اس کا ماقبل اور مابعد پڑھ دیا کرتے تھے۔ لیکن آجکل حافظ بھی تو بس ایسے ہی ہیں کہ مہارت نہ ہونے کے باعث صحیح آیت کا لقمہ نہیں دے سکتے''۔

(حیات بقاپوری ص72)

1906ء میں ایک بار قادیان گیا تو اس وقت چوہدری عبداللہ خان صاحب بہلولپوری (جد امجد چوہدری صلاح الدین صاحب بی اے واقف زندگی ناظم جائیداد صدر انجمن احمدیہ) بھی اس وقت وہاں موجود تھے انہیں عربی میں ایک الہام ہوا۔ اس وقت ان کی عربی تعلیم اس قدر کم تھی کہ انہوں نے اس فقرے کے معنی مجھ سے دریافت کئے میں نے اس الہام میں جو بشارت تھی اسے بیان کیا اور اس وقت ان کے ساتھ یہ بھی طے پایا کہ میں ان کے گاؤں میں ان کے ساتھ چلوں اور وہاں رہ کر ان کو قرآن کریم کا ترجمہ پڑھاؤں۔ میں نے ان کو چھ ماہ تک قرآن کریم پڑھایا اور ساتھ ہی دعوت الی اللہ کی خدمت بھی سرانجام دیتا رہا۔ اس عرصہ میں انہوں نے قرآن کریم ترجمہ کے ساتھ ختم کر لیا اور اتنی لیاقت پیدا کر لی کہ وہ دوسروں کو بھی ترجمہ پڑھا سکتے تھے۔

(حیات بقاپوری ص31)

قرآن کا اعجاز

ممتاز مستشرق Kenneth Cragg رقم طراز ہیں:۔

تلاوت قرآن کریم کا اعجاز یہ ہے کہ متن قرآن کریم کا سفر طے کرتے ہوئے انتہائی محبت اور خلوص اور وقف کی روح کے ساتھ ایک تواتر سے ہم تک پہنچا ہے لہٰذا اس کے ساتھ نہ تو کسی قدیم چیز جیسا سلوک روا رکھنا چاہئے اور نہ ہی اسے محض تاریخی دستاویز سمجھنا درست ہے در حقیقت حفظ کی خوبی نے اس کتاب کو مسلم تاریخ کے مختلف ادوار میں زندہ و جاوید رکھا ہے اور بنی نوع کے ہاتھ میں نسلاً بعد نسلٍ ایک معتبر چیز تھما دی اور کبھی بھی محض غیر اہم کتابی صورت میں نہیں چھوڑا۔

(Kenneth Cragg. The Mind of the Quran London: George Allen & Unwin. 1973. P.26)

خدائی تقدیر

حضرت خلیفۃ المسیح الرابع ایم ٹی اے کے ذریعہ ہونے والی پہلی تاریخی عالمی بیعت کا ذکر کرتے ہوئے فرماتے ہیں:

''تاریخ عالم میں پہلا واقعہ ہے کہ کوئی بیعت لی جا رہی ہو اور سارے عالم میں بیک وقت اس بیعت کے ساتھ زبانیں بھی متحرک ہوں اور دل بھی دھڑک رہے ہوں اور ایک آواز کے ساتھ اقرار کرنا ایک عجیب کیفیت دل میں پیدا کرتا ہے اور میں سمجھتا ہوں کہ یہ بھی خدا کی تقدیر کا ایک اظہار تھا...... یہ فرشتوں کی تحریک تھی کوئی اتفاقی خیال نہیں تھا۔''

(روزنامہ الفضل 4 جنوری 1993 خطبہ بیان فرمودہ یکم جنوری 1993)

(بسلسلہ فیصلہ جات مجلس شوریٰ 2013ء
مرسلہ: نظارت اصلاح وارشاد مرکزیہ)

صبح کی سیر پر مضامین لکھنے کی تحریک

مجلس شوریٰ 2013ء کی دوسری تجویز اردو زبان کی ترویج کی بابت تھی۔ منظور شدہ فیصلہ جات میں سے ایک یہ ہے کہ ''حضرت خلیفۃ المسیح الثالث نے جماعت کو تحریک کی تھی کہ صبح کی سیر پر اپنے مشاہدات، تاثرات اور مناظر فطرت کو قلمبند کریں اور ایسے مضامین الفضل میں شائع ہو سکتے ہیں۔ یہ اردو زبان میں خیالات وتاثرات کے اظہار و بیان کا ملکہ پیدا کرنے کا باعث ہوگا۔''

حضرت خلیفۃ المسیح الثالث کی تحریک اور مجلس شوریٰ کے اس فیصلہ کی تعمیل میں گزارش ہے کہ صبح کی سیر پر احباب جماعت اپنے مشاہدات تاثرات اور مناظر فطرت قلمبند فرمائیں اور روزنامہ الفضل کو ارسال کریں۔ مناسب مضامین شامل اشاعت کئے جائیں گے۔

(ایڈیٹر روزنامہ الفضل)

نظارت اصلاح وارشاد مرکزیہ

خطبات امام وقت سوالات کی شکل میں

بسلسلہ تعمیل فیصلہ جات مجلس شوریٰ 2013ء

سفارشات مجلس شوریٰ 2013ء کی روشنی میں خطبات جمعہ حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز سے سوالات کا سلسلہ شروع کیا گیا ہے۔ کچھ دن بعد ان کے جواب شائع کئے جائیں گے۔ جوابات کی اشاعت سے قبل آپ اپنے جوابات درج ذیل پتہ پر بھیج سکتے ہیں۔ نظارت اصلاح وارشاد مرکزیہ صدر انجمن احمدیہ ربوہ۔ یہ جوابات درج ذیل ایڈریس پر میل بھی کئے جا سکتے ہیں (nazarat.markazia@gmail.com)۔ 5 بہترین جوابات دینے والے احباب کے نام الفضل میں شائع کئے جائیں گے۔

خطبہ جمعہ

26/اپریل 2013ء

س: حضور انور نے خطبہ کے آغاز میں کن آیات کی تلاوت فرمائی؟

س۔ ان آیات میں کیا مضمون بیان ہوا ہے؟

س۔ مخالفین مومنوں پر کیا الزام لگاتے ہیں اور اسکی کیا وجہ ہے؟

س۔ مخالفین کے الزامات کا کونسی جماعت جواب دیتی ہے؟

س۔ انصاف پسند غیر دین حق کی اعلیٰ تعلیم کو سن کر کیا سوال کرتا ہے؟

س۔ جماعت احمدیہ کے بارہ میں اخباروں میں کیا تبصرے شائع ہوتے ہیں؟

س۔ غیروں کے جماعت کے دین حق میں تبصروں کے حوالہ سے حضور انور نے جماعت کو کیا نصیحت فرمائی؟

س۔ کسی جماعت کی صداقت کا کب پتہ چلتا ہے؟

س۔ ایک احمدی کو دین حق کی خوبصورت تعلیم کو دنیا کے سامنے پیش کرتے وقت کیا یاد رکھنا چاہیے؟

س۔ احمدیوں کے قول وفعل میں تضاد کی صورت میں غیر کیا کہیں گے؟

س۔ حضرت مسیح موعود نے (ایک احمدی کے قول وفعل میں تضاد کے حوالے سے اپنی) فکر کا اظہار کس طرح فرمایا؟

س۔ دین حق کی خوبصورت تعلیم اور تصویر کا اظہار کب ہوگا؟

س۔ گواہی کے حوالے سے حضور انور نے کیا وضاحت فرمائی؟

س۔ انصاف کے اعلیٰ معیار آنحضرت ﷺ کے کس حکم پر عمل کئے بغیر قائم نہیں ہوسکتے؟

س۔ خدا کی رضا کو مقدم کیسے کیا جاسکتا ہے؟

س۔ فائدے یا نقصان کن باتوں پر منحصر ہیں؟

س۔ حضرت مسیح موعود جو زمانے کے امام ہیں انہوں نے ہمارے سامنے گواہی کا کیا اعلیٰ معیار پیش فرمایا؟ واقعہ درج کریں۔

س۔ صفت خَبِیرًا کا حضور انور نے کیا مطلب بیان فرمایا ہے؟

س۔ اللہ تعالیٰ انصاف اور گواہی کے حوالے سے ہمارے معیار کن بلندیوں پر دیکھنا چاہتا ہے؟

س۔ قَوَّام کا کیا مطلب ہے؟

س۔ ایک مومن کا ظلم کے خلاف آواز اٹھانے کا دعویٰ کب سچا ہوسکتا ہے؟

س۔ ہر احمدی کو کس بارے میں فکر کی ضرورت ہے؟

س۔ حضور انور نے انصاف کے حوالہ سے دنیا کی عمومی حالت کے بارہ میں کیا بیان فرمایا؟

س۔ دنیا کو تباہی سے بچانے کیلئے ہمیں عملی کوشش کے ساتھ اور کیا کرنا ہوگا؟

س۔ مسلمان ممالک کی صورت حال کو حضور انور نے کن الفاظ میں بیان فرمایا؟

س۔ غلامان مسیح موعود کو اس صورتحال میں کیا کرنے کی ضرورت ہے؟

خطبہ جمعہ

3 مئی 2013ء

س۔ حضور انور نے کن آیات کی تلاوت فرمائی؟

س۔ ان آیات کا ترجمہ کیا ہے؟

س۔ اللہ تعالیٰ نے مومن کے لئے بنیادی شرط کیا رکھی ہے؟

س۔ کیا کام کرنے والا حقیقی متقی کہلاسکتا ہے؟

س۔ حقیقی تقویٰ مختصر الفاظ میں کیا ہے؟

س۔ حضرت مسیح موعود نے حقیقی تقویٰ کے بارہ میں کیا ارشاد فرمایا ہے؟

س۔ اس وقت خوش قسمت لوگ کون ہیں اور اس کی وجہ کیا ہے؟

س۔ جو اللہ تعالیٰ کی حدوں کو توڑتا ہے اس کا انجام کیا ہوتا ہے؟

س۔ اگر انسان تقویٰ سے دور ہو تو شیطان کیا کرتا ہے؟

س۔ سب سے زیادہ انسان کو کیا چیز اللہ تعالیٰ سے دور کر رہی ہے؟

س۔ ذاتی معاملات کو بھی اللہ تعالیٰ سے ٹھیک رکھنے کا انسان کو کیا فائدہ ہوگا؟

س۔ اگر اولاد نیک ہوگی تو اس کا انسان کو کیا فائدہ ہوگا؟

س۔ دنیا کی رنگینیاں اور لذتیں عارضی ہیں یا مستقل، دنیا کی لذتیں انسان کو کس سے محروم کر دیتی ہیں؟

س۔ گندی فلمیں اور غلط دوستیاں کیا کر رہی ہیں؟

س۔ گناہوں کی جڑ کیا ہے؟

س۔ اگلے جہاں کی دائمی زندگی اور اللہ تعالیٰ کے انعامات کا وارث کس طرح بن سکتے ہیں؟

س۔ والدین کے درجات کو بلند کرنے کا باعث کیا ہیں؟

س۔ شادی کے موقع پر کس چیز کو یاد رکھنا چاہیے؟

س۔ لذت کی اصل بیان کریں؟

س۔ کس چیز پر عمل کرنا ضروری ہے؟

س۔ حضرت مسیح موعود نے ایک مجلس میں تقویٰ کے مضمون کو کس طرح بیان فرمایا ہے؟

س۔ حدیث کے حوالہ سے انسان کی خواہشوں اور لذات کی کیفیت کو بیان کریں؟

س۔ سچی خوشحالی اور راحت کے حصول کو بیان کریں؟

س۔ تقویٰ کو کس چیز سے مشابہت دی گئی ہے؟

س۔ خوشحالی کا اصول بیان کریں؟

س۔ تقویٰ کے ضمن میں حضور انور نے کس آیت کی تلاوت فرمائی ہے؟

س۔ ہم نے کس چیز کا عہد کیا ہوا ہے؟

س۔ حضرت مسیح موعود نے تقویٰ کے حصول کے مراحل کو کس طرح بیان کیا ہے؟

س۔ پاک بننے کا طریقہ بیان کریں؟

س۔ قبولیت دعا کا طریقہ بیان کریں؟

س۔ آبائی تقلید کس کو کہتے ہیں؟

س۔ دنیا کی بلاؤں سے کون بچایا جاسکتا ہے؟

س۔ اللہ تعالیٰ کا جماعت سے سلوک بیان کریں؟

س۔ جماعت میں تقویٰ کی حالت کو بیان کریں؟

س۔ حضرت مسیح موعود ہم سے کیا چاہتے تھے؟

س۔ انسان کی روحانی حالت کس طرح انحطاط پذیر ہوتی ہے؟

س۔ انسان کا ذہنی سکون کس طرح برباد ہوتا ہے؟

س۔ ایمان کے دعویٰ کے ساتھ کس چیز کی ضرورت ہے؟

س۔ فاسق کے معنی بیان کریں؟

س۔ اللہ تعالیٰ کی سب سے بڑی نعمت کیا ہے؟

س۔ حضرت مسیح موعود کی بعثت کی غرض کیا ہے؟

س۔ حقیقی تقویٰ کس طرح قائم ہوتا ہے؟

س۔ ایسے کام جن کا مخلوق سے براہ راست تعلق نہیں، ان میں کس احتیاط کی ضرورت ہے؟

س۔ نکاح میں پڑھی جانے والی آیت میں کیا پیغام ہے؟

س۔ آخری وقت میں انسان پر دنیا کس صورت میں نمودار ہوتی ہے؟

س۔ حضرت مسیح موعود نے بت پرستی کی کیا تعریف بیان فرمائی ہے؟

س۔ توحید کے حوالہ سے حضور انور نے کیا ارشاد فرمایا ہے؟

س۔ توحید کے تین معنی بیان کریں؟

س۔ حضور انور نے خطبہ ثانیہ کے درمیان میں کیا فرمایا ہے؟

امت واحدہ بنانے کے سامان

حضرت خلیفۃ المسیح الرابع فرماتے ہیں۔

''آپ سے میں توقع رکھتا ہوں کہ آپ اپنی نسلوں کو خطبات با قاعدہ سنوایا کریں یا پڑھایا کریں یا سمجھایا کریں کیونکہ خلیفہ وقت کے یہ خطبات جو اس دور میں دیئے جا رہے ہیں یہ دنیا میں اللہ تعالیٰ کی طرف سے ظاہر ہونے والی نئی ایجادات کے سہارے بیک وقت ساری دنیا میں پھیل رہے ہیں اور ساری دنیا کی جماعتیں ان کو براہ راست سنتی اور فائدہ اٹھاتی اور ایک قوم بن رہی ہیں اور امت واحدہ بنانے کے سامان پیدا ہو رہے ہیں اس لئے خواہ وہ فجی کے احمدی ہوں یا سرینام کے احمدی ہوں، ماریشس کے ہوں یا چین جاپان کے ہوں، روس کے ہوں یا امریکہ کے، سب اگر خلیفہ وقت کی نصیحتوں کو براہ راست سنیں گے تو سب کی تربیت ایک رنگ میں ہوگی ......ان کے حلیے اپنے ناک نقشے کے لحاظ سے تو الگ الگ ہوں گے لیکن روح کا حلیہ ایک ہی ہو گا۔ وہ ایسے روحانی وجود بنیں گے جو خدا کی نگاہ میں مقبول ٹھہریں گے''۔

(خطبات طاہر جلد 10 ص 470)

نسلوں کی بقاء کی ضمانت

حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز فرماتے ہیں:

''اگر خلیفہ وقت کی باتوں پر کان نہیں دھریں گے تو آہستہ آہستہ نہ صرف اپنے آپ کو خدا تعالیٰ کے فضلوں سے دور کر رہے ہوں گے۔ بلکہ اپنی نسلوں کو بھی دین سے دور کرتے چلے جائیں گے''۔

(خطبات مسرور جلد 8 ص 191)

پبلشر و پرنٹر: طاہر مہدی امتیاز احمد وڑائچ | مطبع: ضیاء الاسلام پریس | مقام اشاعت: دار النصر غربی چناب نگر ربوہ | قیمت 5 روپے

سود کے چند بدنتائج

حضرت خلیفۃ المسیح الرابع کی تصنیف Response to Contemporary Issues ...... میں سے اس مضمون کے ایک حصے کا اردو ترجمہ ھدیہ قارئین ہے۔

سود اور افراطِ زر

دین حق کے اقتصادی نظام میں سود کا کوئی عمل دخل نہیں ہے۔کوئی تاریخی یا حالیہ شہادت نہیں ملتی کہ سود کے نہ ہونے کے نتیجے میں افراطِ زر کی مصیبت خوفناک حد تک بڑھ گئی ہو اور قیمتیں آسمان سے باتیں کرنے لگی ہوں۔سود کا ہونا یا نہ ہونا افراطِ زر پر کس طرح اثر انداز ہوتا ہے اس کے موازنہ کا ایک دلچسپ موقع موجودہ زمانہ میں پیدا ہوا۔ماؤزے تنگ کی قیادت میں چین کی حکومت نے بہت سے اقتصادی تجربات کئے ان میں سے بعض تو کامیاب نہ ہوسکے مگر بعض کے بہت شاندار نتائج نکلے۔ماؤزے تنگ کے سارے دور میں افراطِ زر میں کوئی قابل ذکر اضافہ نہیں ہوا بلکہ حقیقت یہ ہے کہ بالآخر مجموعی پیداوار میں اضافہ کا رجحان پیدا ہوا اور قیمتیں گرنی شروع ہوگئیں۔ چین کے برعکس اسرائیل میں (جو شاید دنیا بھر میں سرمایہ دارانہ نظام کا سب سے بڑا نمائندہ ملک ہے) افراط زر کی شرح دنیا میں سب سے زیادہ ریکارڈ کی گئی ہے۔ البتہ لاطینی امریکہ کے ممالک یقیناً ایک استثناء ہیں اسی طرح یورپ خصوصاً جرمنی میں جنگ عظیم دوم کے فوراً بعد افراطِ زر میں بے تحاشا اضافہ ضرور ایک غیر معمولی واقعہ تھا۔لیکن جنگ کے بعد سارے یورپ کو ایک غیر معمولی صورتحال کا سامنا تھا اور یہ اضافہ بھی اسی کا نتیجہ تھا۔پس عام حالات میں کسی بھی معیشت میں سود کے کردار کے متعلق وثوق سے کہا جاسکتا ہے کہ افراطِ زر اور سود دونوں لازم وملزوم ہیں۔

سودی قرض کے بدنتائج

سود کے بعض دیگر پہلوؤں کا ذکر یہاں بے محل نہیں ہوگا۔بینک باہمی لین دین میں جس شرح سے سود ادا کرتے ہیں وہ بڑے پیمانہ پر جمع کروائے گئے سرمایہ پر ہی لاگو ہوتی ہے۔عام سیونگ اکاؤنٹس پر اس شرح سے سود ادا نہیں کیا جاتا۔باوجود اس کے اصل زر اور سود سے حاصل ہونے والی رقوم پر سود ملتا ہے پھر بھی چھوٹے اکاؤنٹس پر ملنے والا سود پیسے کی حقیقی قوت خرید سے بہت کم ہوتا ہے۔اگرچہ سود کی قلیل المیعاد شرح کم و بیش ہوتی رہتی ہے۔مگر دیکھا جائے تو انجام کار چھوٹے ڈیپازٹ کے ذریعہ کمایا جانے والا سود افراطِ زر کی شرح سے کم ہوتا ہے۔ دوسری طرف اگر اتنا ہی سرمایہ کاروبار میں لگایا جائے تو اس میں بڑھنے کی درحقیقت بڑی گنجائش ہوتی ہے۔

سودی معاشرہ میں سرمایہ دار قرض دینے کے لئے ہمیشہ تیار رہتا ہے۔قطع نظر اس کے کہ قرض لینے والا رقم لوٹا بھی سکے گا یا نہیں۔ جہاں تک قرض لینے والوں کا تعلق ہے ان میں سے چند ہی ہیں جو سنجیدگی سے غور کرتے ہیں کہ ان میں قرض کو لوٹانے کی طاقت بھی ہے یا نہیں۔وہ نہیں جانتے کہ شائی لاک (Shylock) جیسے ظالم ساہوکاروں اور بڑے بڑے مالی اداروں اور بینکوں سے قرض لینا دراصل مستقبل کی اپنی ہی آمدنی میں سے قرض لینے کے مترادف ہے۔سودی قرض کے یوں بآسانی مل جانے سے اپنی چادر دیکھے بغیر پاؤں پھیلانے کی عادت اور زیادہ بڑھتی چلی جاتی ہے۔لوگ زیادہ خرچ کرنے لگ جاتے ہیں اور ان کی قرض لوٹانے کی طاقت کم ہوتی جاتی ہے۔ ایسے معاشرہ میں صارفین کی مانگ کو پورا کرنے کے لئے پیداوار میں اضافہ تو ہوجاتا ہے لیکن یہ غیر حقیقی اضافہ ہوتا ہے۔ایک ایسا معاشرہ جہاں معیار زندگی کو بلند تر کرنے کی دوڑ ایک جنون کی شکل اختیار کرچکی ہو وہاں اشیائے صرف کے نت نئے ماڈلوں کی تشہیر سے یہ جنون بڑھتا ہی چلا جاتا ہے۔ان اشتہارات کے ذریعہ عوام امراء کے پُرتعیش طرز زندگی سے متعارف ہوتے ہیں۔نئے سے نئے ڈیزائن کے فرنیچر کو دیکھ کر ان کی آنکھیں پھٹی کی پھٹی رہ جاتی ہیں۔تفریحی مقامات پر بنے ہوئے چھوٹے چھوٹے پرتعیش گھر اور ان میں طرح طرح کے برقی مشینی آلات سے آراستہ جدید طرز کے باورچی خانے اور غسل خانے ان کی توجہ کا مرکز بن جاتے ہیں۔یہاں تک کہ کم استطاعت رکھنے والے لوگ اپنی خواہشات کی تکمیل کے لئے نہ چاہتے ہوئے بھی اس جھوٹی چکاچوند کا پیچھا کرنے لگ جاتے ہیں جو سود پر انہیں بآسانی مل جاتی ہے۔نتیجہ صاف ظاہر ہے کہ خرچ آمد سے بڑھ جاتا ہے۔اگر وہ اپنا قرض بلا سود بھی واپس کریں تو پھر بھی قرض اگرچہ موجودہ قوت خرید کو تو بظاہر بڑھاتا ہے لیکن دراصل مستقبل کی قوت خرید کا گلا گھونٹ کر رکھ دیتا ہے۔مثلاً ایک شخص ایک ہزار ڈالر ماہوار کماتا ہے اور فرض کریں کہ وہ چالیس ہزار ڈالر قرض لے کر مہنگی اشیاء خریدتا ہے۔اب اس شخص کی قرض واپس کرنے کی قوت کا تعین اس کی ماہانہ بچت سے ہی ہوگا۔فرض کریں کہ وہ اپنا پیٹ کاٹ کر بمشکل چھ سو ڈالر ماہوار میں گزارہ کرنے کی کوشش کرتا ہے۔ اس صورت میں اس کی ماہوار بچت چار سو ڈالر ہوگی۔اس تنگ بجٹ میں اسے آئندہ ایک سو ماہ گزارا کرنا ہوگا تاکہ وہ اس قرض کو اتار سکے جو چالیس ہزار ڈالر کے شاہانہ خرچ کی وجہ سے اسے اٹھانا پڑا تھا حالانکہ ابھی یہ قرض سود کے بغیر تھا۔ہوا یہ ہے کہ اس نے اپنے مستقبل کے ایک سو ماہ یعنی آٹھ سال چار ماہ سے یہ رقم ادھار لی ہے تاکہ اسے اس سارے عرصہ کے آغاز میں ہی خرچ کیا جاسکے۔اس کا فائدہ اسے صرف یہ ہوا کہ آٹھ سال تک انتظار کرنے کی بجائے اس کی خواہش کی فوری تکمیل ہوگئی اور اس کی بے صبری کو قرار آگیا۔لیکن اگر اسے چالیس ہزار کے قرض پر سود بھی ادا کرنا پڑتا ہے تو پھر وہ اس سے کہیں زیادہ بدتر حالت کا شکار ہوجائے گا۔مثال کے طور پر اگر شرح سود چودہ فیصد ہے تو اس کا کل قرض جو اس نے واپس کرنا ہے اس اصل رقم سے کہیں زیادہ بنتا ہے جو اس نے قرض لی تھی۔پس اس کی قرض واپس کرنے کی طاقت مزید کم ہوجائے گی اور عرصہ ادائیگی بہت طویل ہوجائے گا۔ایسے شخص کو قریباً بیس سال تک صبر کے ساتھ اپنی بے صبری کی سزا بھگتنی پڑے گی۔اسے ماہانہ پانچ سو ڈالر کے حساب سے قرض واپس کرنا پڑے گا اور سود در سود کی وجہ سے تقریباً ایک لاکھ بیس ہزار ڈالر کی ادائیگی کرنی ہوگی۔اب دیکھئے نقصان یقینی طور پر قرض خواہ کو نہیں بلکہ قرض دار کو اٹھانا پڑے گا۔قرض خواہ تو ایک بہت بڑے طاقتور استحصالی نظام کا حصہ ہے جو افراطِ زر اور قرض کے ضائع ہوجانے کے امکانات کا جائزہ لینے کے بعد ہی اس ضمانت پر قرض دیتا ہے کہ آخر کار اس کی تجوری اور زیادہ بھر جائے گی۔مگر افراطِ زر کے نتیجہ میں قرض لینے والے کی حالت پہلے سے بدتر ہوجائے گی اور اس کی قوت خرید میں مسلسل کمی ہوتی چلی جائے گی۔ اگر پہلے چھ سو ڈالر ماہوار میں بمشکل گزارہ ہوتا تھا تو اب اتنی رقم میں گزارہ کرنا بالکل ناممکن ہوجائے گا اور اتنے خوش قسمت تو کم لوگ ہی ہوں گے جن کی سالانہ آمد میں اسی قدر اضافہ بھی ہوجائے جس قدر افراطِ زر کی شرح میں اضافہ ہوا ہے۔

ایک ایسے معاشرے میں جہاں لوگ مادی لذات کے پیچھے حد سے زیادہ بھاگ رہے ہوں۔ وہاں صورت حال اور بھی بگڑ جاتی ہے۔چند لمحوں کی شاہ خرچی اور داد عیش کے بعد تنگ دستی کا ایک طویل اور بے کیف زمانہ کاٹنا پڑتا ہے۔حالانکہ یہ ان کا اپنا فیصلہ تھا اور وہ سمجھتے تھے کہ کسی نہ کسی طرح تنگی ترشی میں گزارہ کرلیں گے۔نتیجۃً پہلے سے بھی زیادہ لاپرواہی سے اور نتائج وعواقب کی پرواہ کئے بغیر مزید قرض لے لیا جاتا ہے اور اس طرح خرچ آمد سے کہیں زیادہ بڑھ جاتا ہے۔درحقیقت آنے والے سالہا سال کی کمائی قرض دینے والے بینکوں اور اسی قسم کے دوسرے مالی اداروں کے پاس رہن رکھ دی جاتی ہے۔سودی اقساط کی ادائیگی کا بوجھ بڑھتا چلا جاتا ہے اور اس سے پیدا ہونے والے مسائل مقروض کو اپنی گرفت میں لے لیتے ہیں۔ان حالات میں معیشت بڑی سرعت کے ساتھ خوفناک بحران کی طرف بڑھنے لگتی ہے۔آخر آپ کب تک اپنے مستقبل کو حال کے پاس رہن رکھ سکتے ہیں۔غیر ذمہ دارانہ اور بے دریغ قسم کی فضول خرچیاں ایک دن لازماً رنگ لائیں گی اور آپ ایک زبردست مالی بحران میں مبتلا ہوجائیں گے۔ افراطِ زر میں بے پناہ اضافہ ہوجائے گا۔افراطِ زر کا مقابلہ کرنے کے لئے سود کی شرح میں اضافہ ہوگا اور لوگوں کے پاس خرچ کرنے کو پیسے کم رہ جائیں گے جس کا نتیجہ معاشی تباہی کے سوا کچھ ہو ہی نہیں سکتا۔اگر یہ صورت حال ایک ملک تک محدود رہے تب بھی ناقابل قبول ہے لیکن جب انہی وجوہات کی بناء پر دنیا بھر کے ممالک معاشی زوال کا شکار ہوجائیں تو پھر عالمی بدحالی کے مہیب سائے بنی نوع انسان کو گھیر لیتے ہیں۔ یہی اقتصادی بدحالی ہے جو عالمی جنگوں اور عظیم تباہیوں کا راستہ ہموار کیا کرتی ہے۔لوگ دیوالیہ ہوجاتے ہیں،کاروبار تباہ ہوجاتے ہیں، تجارتی سرگرمیاں ماند پڑ جاتی ہیں، بے روزگاری کی شرح میں اضافہ ہونے لگتا ہے اور پراپرٹی یعنی جائیداد کا کاروبار تباہ ہونے لگتا ہے۔ اس ساری صورت حال کے نتیجہ میں چاروں طرف جو مایوسیاں اور ناکامیاں پیدا ہوتی ہیں وہ بے گھر لوگوں کی تعداد میں اضافہ کر دیتی ہے، محرومیاں بڑھ جاتی ہیں،دھوکہ دہی اور جرائم میں اضافہ ہوجاتا ہے۔اگر یہ سب کچھ درحقیقت دنیا میں واقع ہوجاتا ہے تو اس میں حیرانگی کی بات ہے خصوصاً سرمایہ دارانہ نظام کے علمبرداروں کو ذرہ بھی حیران نہیں ہونا چاہئے۔

سرمایہ دارانہ نظام معیشت میں یہ صورت حال ان افراد تک ہی محدود نہیں رہتی جنہیں اس قدر قرض دیا گیا ہو کہ واپس کرنا ان کی استطاعت سے باہر ہوجائے بلکہ حقیقت یہ ہے کہ اس عمل سے سارے صنعتی مستقبل کو ایک حد تک فائدہ بھی ہوتا ہے۔اپنے ملک میں تیار کی جانے والی مصنوعات کی قیمت کم کرنے میں مدد ملتی ہے اور صارفین کے ہاتھوں میں دولت آجانے سے ان کی قوت خرید میں اضافہ ہوجاتا ہے۔اس کا اثر قومی صنعت کی پیداواری صلاحیت پر پڑتا ہے۔طلب میں اضافہ کے نتیجہ میں پیداوار میں بھی اضافہ ہوجاتا ہے اور اس طرح یہ اضافہ قیمتوں میں کمی کا باعث بنتا ہے

اور قومی صنعت عالمی منڈی میں بہتر مقابلہ کرنے کے قابل ہو جاتی ہے۔ بظاہر یہ نظارہ بڑا ہی دلکش اور امید افزا نظر آتا ہے لیکن جلد ہی یہ حسین منظر ایک خواب پریشان کا روپ دھار لیتا ہے۔ ایک وقت آتا ہے کہ سارا معاشرہ اپنی بے صبری اور آمد سے بڑھ کر خرچ کرنے کے باعث بینکوں کے قرض میں جکڑا جاتا ہے اور معاشرہ کی قوت خرید کم ہوتے ہوتے اپنی آخری حد تک پہنچ جاتی ہے۔ اس صورت میں ملکی صنعت کے پاس اپنی بقاء کے لئے اس کے سوا کوئی چارہ نہیں رہتا کہ وہ بیرونی منڈیاں تلاش کرے بصورت دیگر کوالٹی اور قیمتوں کے لحاظ سے دوسروں کا مقابلہ نہیں کر سکتی۔ ملک کی اقتصادی بنیاد جس قدر چھوٹی ہوگی اسی قدر جلد صنعتی ترقی کا سفر ایک ایسے مقام پر آ کر رک جائے گا جہاں سے آگے کوئی راستہ دکھائی نہیں دے گا۔ لیکن اگر معاشی بنیاد وسیع تر ہوگی تو اس سے صرف یہ فرق پڑے گا کہ آنے والے اقتصادی بحران کا حقیقی احساس ذرا دیر سے ہوگا۔

آیئے ایک نظر ریاست ہائے متحدہ امریکہ پر ڈالتے ہیں کہ وہاں کیا ممکنہ صورتحال ہو سکتی ہے۔ بلاشبہ امریکہ کی اپنی مارکیٹ ہی اتنی بڑی ہے کہ جو اس کی صنعت کو سہارا دے سکتی ہے یہاں تک کہ بعض ماہرین اقتصادیات کا خیال ہے کہ اگر امریکہ باقی ساری عالمی برادری سے کٹ کر الگ بھی ہو جائے تو بھی اس کی اپنی مارکیٹ کی وسیع بنیاد اس کی صنعت کی بقاء کے لئے کافی ثابت ہوگی۔ لیکن ایسے ماہرین بعض دیگر متعلقہ عوامل کو نظر انداز کر دیتے ہیں۔ اگر آپ فرد واحد کی مذکورہ بالا مثال کو امریکہ کی صورتِ حال پر چسپاں کریں تو آپ کو صاف دکھائی دینے لگے گا کہ یہاں بھی منطقی انجام وہی ہوگا جس کا ذکر ہم پہلے ایک فرد کی مثال میں کر چکے ہیں فرق صرف یہ ہے کہ یہاں معاشی تباہی میں کچھ وقت لگے گا۔

امریکی بجٹ کے بھاری خسارہ اور کھربوں ڈالر کے قرض کو دیکھا جائے تو معلوم ہو جاتا ہے کہ امریکہ بحیثیت مجموعی پہلے ہی اپنی کل آمد سے زیادہ خرچ کر چکا ہے۔ امریکی عوام اپنے مستقبل سے لئے ہوئے بھاری قرضوں کے بوجھ تلے دبے ہوئے ہیں۔ اب دو ہی صورتیں ہیں یا تو مجموعی طور پر قومی قوت خرید کم ہو جائے گی یا پھر قرض دینے والے ادارے دیوالیہ ہو جائیں گے۔ فرد کی مثال میں ایک محدود معیشت کا سوال تھا اور یہاں ایک وسیع تر معیشت ہمارے پیش نظر ہے۔ جہاں تک قوانین قدرت کا تعلق ہے تو یاد رہے ان قوانین سے کسی کو مفر نہیں کچھ بھی ہو یہ بہرحال اپنا کام کرتے رہتے ہیں۔ پس یہ حالات جہاں بھی ہوں گے فطرت کے قوانین اپنا کردار ضرور ادا کریں گے۔

گرمیوں کی شدت میں تالابوں اور جوہڑوں کا پانی اپنے ماحول کے ساتھ ساتھ بہت جلد گرم ہو جاتا ہے مگر جھیلوں کا پانی گرم ہونے میں کچھ وقت لگتا ہے اسی طرح چھوٹے سمندر بڑے سمندروں کی نسبت جلد گرم ہو جاتے ہیں۔ سورج کی تمازت سے پانی کا درجہ حرارت بہرحال بڑھتا ہے یہ ایک ناگزیر اور اٹل قانون ہے فرق صرف وقت کا ہے۔ بحر اوقیانوس کے پانیوں کو گرم ہونے میں اتنا زیادہ وقت لگتا ہے کہ جب تک یہ پوری طرح گرم ہوتے ہیں اس کے ساحلوں پر واقع اکثر ممالک میں موسم سرما کا آغاز ہو چکا ہوتا ہے۔ یہی وجہ ہے کہ ان ممالک کی آب وہوا ان ممالک کی نسبت معتدل ہے جو چھوٹے سمندروں کے گرد واقع ہیں۔ ملکوں کی معیشت کا معاملہ بھی سمندروں کی طرح ہے۔ قرض لے کر خرچ کرنے کا فلسفہ بنیادی طور پر اتنا ٹیڑھا اور غلط ہے کہ اس سے صحیح اور درست نتائج کی توقع رکھنا حماقت ہے۔

ایک اور اہم اور قابل توجہ امر یہ ہے کہ ترقی یافتہ اور صنعتی ممالک کی معیشت اور صنعت کے زوال کا اثر غریب اور نسبتاً کم ترقی یافتہ ممالک کی معیشت پر بھی پڑتا ہے اور یہ ممالک بھی ایک مسلسل بڑھتے ہوئے مہیب خطرہ کا شکار ہو جاتے ہیں۔ صنعتی ممالک کے سیاسی لیڈر ایک تو اپنی صنعت کو زوال سے بچانے کے لئے اپنی برآمدات کو بڑھانا چاہتے ہیں دوسرے وہ اپنے عوام کا معیار زندگی بھی قائم رکھنا چاہتے ہیں۔ ان ترقی یافتہ صنعتی ممالک کے سیاسی لیڈروں کی اپنی مجبوریاں ہیں ایک تو ان کے عوام جدید سہولتوں کے عادی ہو چکے ہیں اور ان کا معیار زندگی اتنا بلند ہو گیا ہے کہ اسے برقرار رکھنے کے لئے کئی پاپڑ بیلنے پڑتے ہیں۔ دوسرے یہ صنعت اپنی بقاء کے لئے زندگی کی تعیشات اور نئی سے نئی ایجادات کی تشہیر کرتی رہتی ہیں جس سے عوام کی آتش شوق اور بھی بھڑکتی ہے۔ نتیجہ یہ ہوتا ہے کہ بلند سے بلند تر معیار زندگی کا مطالبہ بڑھتا چلا جاتا ہے اس مطالبہ کے مسلسل دباؤ کے سامنے کوئی سیاسی حکومت ٹھہر نہیں سکتی۔ ایک طرف سیاسی رہنماؤں نے عوام کے بلند معیار زندگی کو قائم رکھنا ہوتا ہے اور دوسری طرف انہیں یہ فکر دامن گیر ہوتی ہے کہ صنعتی زوال نہ ہو اور نظام معیشت چلتا رہے۔ پس ملکی مصنوعات کی فروخت کے لئے زیادہ سے زیادہ بیرونی منڈیاں تلاش کی جاتی ہیں۔ ترقی یافتہ ممالک کے بلند معیار زندگی کو قائم رکھنے کے لئے تیسری دنیا کے ممالک کا پہلے سے بڑھ کر خون چوسا جاتا ہے۔ روس اور مشرقی یورپ کے ممالک کو اپنے معاشی نظام کی تشکیل نو کے لئے جو چیلنج درپیش ہیں وہ اور کیا ہیں؟ سابقہ اشتراکی دنیا سے ابھرنے والے نئے سرمایہ دار ممالک کو بیرونی منڈیوں کی بڑھتی ہوئی ضرورت آخر کیوں ہے؟ اور پھر مغربی ذرائع ابلاغ نے اپنی مصنوعات کی تشہیر کے ذریعے جس طرح تیسری دنیا اور سوشلسٹ ممالک کے مفلس و قلاش عوام کی خواہشات اور تمناؤں کو بے چین اور مضطرب کر رکھا ہے کیا اس کا یہی مقصد تو نہیں ہے؟ ان تمام عوامل کو یکجا کر کے دیکھیں تو معلوم ہو جائے گا کہ یہ حالات کرہ ارض پر کسی مثبت تبدیلی کے آئینہ دار ہرگز نہیں ہیں۔

م۔ فردوس

لجنہ اماء اللہ سیرالیون کا چوتھا سالانہ اجتماع

اللہ تعالیٰ کے فضل و کرم سے لجنہ اماء اللہ سیرالیون کو مرکزی شہر فری ٹاؤن میں مورخہ 15 اور 16 دسمبر 2012ء کو اپنا چوتھا سالانہ اجتماع منعقد کرنے کی توفیق ملی جس میں 10 ریجنز سے 502 لجنہ و ناصرات نے شرکت کی۔ اجتماع کے لئے (بیت السبوح) کے ہال کو مختلف خوبصورت بینرز اور پوسٹرز کے ساتھ سجایا گیا تھا۔

اجتماع کا پہلا دن

ملک کے دوسرے صوبوں سے ممبرات لجنہ و ناصرات ایک روز قبل پہنچنا شروع ہو گئی تھیں جن کی رہائش کے لئے احمدیہ سیکنڈری سکول کے کمروں میں انتظام کیا گیا تھا۔ تمام شاملین اجتماع کو رجسٹریشن کارڈ جاری کئے گئے۔

15 دسمبر کو نماز ظہر و عصر کے بعد کارروائی کا باقاعدہ آغاز تلاوت قرآن کریم سے ہوا۔ عہد اور نظم کے بعد علمی مقابلہ جات منعقد ہوئے جن میں تلاوت قرآن کریم، حفظ قرآن، حفظ احادیث و دعائیں، نظم خوانی، تقریر اور مقابلہ دینی معلومات شامل ہیں۔

نماز مغرب و عشاء کی ادائیگی اور کھانے کے بعد شاملین اجتماع نے گزشتہ سال منعقد ہونے والے اجتماع کی ویڈیو ملاحظہ کی۔

اجتماع کا دوسرا دن

اجتماع کے دوسرے دن کا آغاز نماز تہجد سے ہوا۔ نماز فجر اور درس کے بعد مہمانوں کو ناشتہ کروایا گیا۔

پروگرام کا باقاعدہ آغاز صبح دس بجے تلاوت قرآن کریم سے ہوا۔ تلاوت کے بعد عہد دہرایا گیا اور پھر نظم پڑھی گئی۔ نیشنل صدر لجنہ اماء اللہ مکرمہ سلمیٰ کالوں صاحبہ نے مہمانوں کو خوش آمدید کہا اور مہمانان کرام کا تعارف کروایا۔ جنرل سیکرٹری مسز للیاں سونگو صاحبہ نے سالانہ رپورٹ پیش کی۔ جس کے بعد ریجنل صدران لجنہ اماء اللہ نے مختلف تربیتی موضوعات پر تقاریر کیں۔

پہلی تقریر محترمہ Marima Sowa نے "لجنہ آرگنائزیشن کیا ہے؟" کے موضوع پر تقریر کی۔

دوسری تقریر Messi Mewa نے Status of Woman in Islam کے موضوع پر کی۔

تیسری تقریر Hawa Alzabith صاحبہ نے Blessings Of Khilafat کے موضوع پر کی۔

چوتھی تقریر Kadie Yillah صاحبہ نے Training of children کے موضوع پر کی۔

اس کے بعد مکرم مولانا سعید الرحمٰن صاحب امیر و مشنری انچارج نے اپنی تقریر میں خواتین کو اہم نصائح کیں۔

اس اجتماع میں مختلف بیوت الذکر سے غیر از جماعت مہمان عورتیں بھی شامل ہوئیں۔ انہوں نے پروگرام کو بہت سراہا۔ ان تمام مہمانوں کو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی حیات مبارکہ کے موضوع پر کتاب بطور تحفہ پیش کی گئی۔

مقابلہ جات میں نمایاں پوزیشنز لینے والی لجنہ و ناصرات میں بھی انعامات تقسیم کئے گئے اور مجلس عاملہ کی عہدیداران کو بھی حوصلہ افزائی کے انعامات اور اچھی کارکردگی کے سرٹیفکیٹ دئے گئے۔ مجموعی طور پر Mile 91 ریجن اوّل قرار پایا اور ٹرافی کا حق دار ٹھہرا۔ اجتماع کے پروگرام کا اختتام دعا کے ساتھ ہوا۔

بعد ازاں کھانا پیش کیا گیا اور اس کے بعد تمام وفود واپس تشریف لے گئے۔

اللہ تعالیٰ سے دعا ہے کہ اس اجتماع میں شامل ہونے والی تمام لجنہ و ناصرات کو اپنے فضل سے نوازے اور دین کی مقبول خدمت کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین

(الفضل انٹرنیشنل 29 مارچ 2013ء)

جماعت احمدیہ کینیڈا کے مرکز ایوان طاہر ٹورانٹو میں

عزت مآب وزیراعظم کینیڈا کا خطاب

اور حکومت کینیڈا کے Office of Religious Freedom کا قیام

الفضل 16 مارچ 2013ء میں یہ خبر دی جا چکی ہے کہ 19 فروری 2013ء کو وزیراعظم کینیڈا جماعت کے مرکز ایوان طاہر ٹورانٹو میں تشریف لائے اور حکومت کینیڈا کے Office of Religious Freedom کے قیام کا اعلان وہاں ایک تقریب میں فرمایا۔

اس تقریب کی مزید کچھ تفصیلات اور وزیراعظم کے خطاب کا ترجمہ پیش خدمت ہے۔ یہ خطاب تمام ٹیلی ویژن چینلز سے نشر ہوا۔

اس تقریب میں ان حاضرین میں وفاقی ، صوبائی ممبر پارلیمنٹ اور دیگر سیاستدانوں نے شرکت کی۔ جن میں چند درج ذیل ہیں۔

☆ Hon. Jason Kanney
Minister of Citizenship and Immigration

☆ Hon. Julian Fantino
Minister of International Corporation

☆ Hon. Peker Kent
Minister of Environment,

☆ Hon. Tim Uppal
Minister of State Democratic Reform

☆ Hon. Lisa Raitt
Ministry of Natural Resources

☆ Prof. Dr. Andrew P.W. Bennett
Ambassador, Religious Freedom

☆ Hon. Senator John Merideth
Hon. Senator Salma

☆ Ataullahjan

☆ Hon. Chris Alexander
Parliamentary Secretary

☆ Hon. Bob Dechert, MP

☆ Hon. Parm Gill, MP

☆ Hon. Kyle Seeback, MP

☆ Hon. Paul Calandra, MP

☆ Hon. David Sweet, MP

☆ Hon. Joe Daniel, MP

☆ Hon. Lois Brown, MP

☆ Hon. Bev Shipley, MP

☆ Hon. John Carmichael, MP

☆ Hon. Mark Adler, MP

ان کے علاوہ عیسائی، یہودی، ہندو، سکھ، بدھ، مسلمانوں کے دوسرے فرقوں سے تعلق رکھنے والے لیڈرز اور مختلف طبقۂ فکر کے لوگ بھی شامل تھے۔ حاضرین کی کل تعداد 500 سے زائد تھی۔

پریس کانفرنس

آخر میں وزیراعظم نے میڈیا کے سوالات کے جوابات دیئے ۔ اور تقریباً اڑھائی بجے یہ پروگرام اختتام پذیر ہوا۔

کینیڈین میڈیا

CBC (کینیڈین براڈ کاسٹنگ کارپوریشن) نے یہ پروگرام براہ راست نشر کیا، ایم ٹی اے کینیڈا اور دوسرے ٹیلی ویژن چینلز نے بھرپور کوریج کی۔ تمام بڑے قومی اخبارات کے چالیس نمائندے ہال میں موجود تھے۔

دوسرے دن کینیڈا کے تمام بڑے اخبارات میں یہ خبر مع تصاویر نمایاں طور پر شائع ہوئی اور جماعت احمدیہ کا بھی ذکر ہوا۔ اس پروگرام کی مکمل ویڈیو جماعت احمدیہ کینیڈا کی ویب سائیٹ www.ahmadiyya.ca پر بھی دستیاب ہے۔

اس شاندار تقریب کے اختتام کے بعد پانچ سو سے زائد مہمانوں کے لئے ریفرشمنٹ پیش کی گئی۔ رضاکار میزبانی کرتے ہوئے شاداں و فرحاں نظر آ رہے تھے۔

The Right Honorable Stephen Harper

عزت مآب وزیراعظم کینیڈا کا خطاب

آپ سب کا بہت بہت شکریہ!!

میں سب سے پہلے جیسن Jason آپ کے تعارف کا شکریہ ادا کرتا ہوں کہ جس کام کا آغاز آج ہم کرنے والے ہیں جیسن Jason اُس سے جذباتی لگاؤ رکھتے ہیں اور اِس مہم کے لئے اُنہوں نے بہت کام کیا ہے۔

عزت مآب جولین فونٹینو Hon.Julian Fantino ممبر پارلیمنٹ، آپ اس حلقہ (وان Vaughan) سے ہیں ، میں آپ کا شکریہ ادا کرتا ہوں کہ آپ آج کی عظیم تقریب کے روح رواں ہیں ۔ اور آپ ہماری آٹواہ کی ٹیم میں ایک شاندار اضافہ ہیں۔

میں اپنی پارلیمنٹ کے دونوں ایوانوں کے ممبران کا بھی شکرگزار ہوں جو آج یہاں اِس اہم تقریب میں شامل ہونے کے لئے تشریف لائے ہیں۔ میں خاص طور پر عزت مآب بیو شپلے Hon.Bev Shipley ممبر پارلیمنٹ کا شکر گزار ہوں کہ انہوں نے مذہبی آزادی کا شعبہ قائم کرنے کے لئے ہاؤس آف کامنز میں تحریک پیش کی۔

میں آج کے میزبان احمدیہ (۔) جماعت کینیڈا کے جنرل سیکرٹری ڈاکٹر سید محمد اسلم داؤد صاحب اور امیر جماعت احمدیہ کینیڈا محترم ملک لال خاں صاحب کا بھی شکریہ ادا کرتا ہوں۔

معزز مہمانو اور خواتین وحضرات!

میں آج خطاب کے آغاز میں احمدیہ (۔) جماعت وان سے اپنے تشکر و امتنان کے اظہار میں جیسن Jason کے جذبات و احساسات سے ہم آہنگ ہوں اور نہ صرف آپ کی فراخدلی اور مہمان نوازی کا شکرگزار ہوں بلکہ جو نمایاں مثال آپ نے قائم کی ہے اُس کا بھی شکرگزار ہوں۔ جیسا کہ جیسن Jason نے بتایا کہ آپ کی جماعت نے عقیدہ کی بنیاد پر ستم آرائی کی بھیانک ظالمانہ کارروائیوں کا سامنا کیا ہے، اِس کے باوجود آپ کا صبر و تحمل، برداشت اور نظم و ضبط پر ایمان برقرار رہا، اِس اعتبار سے آپ نے ہماری اقدار کے قائم کرنے میں اور کینیڈا کے تنوع اور یکجائی کے نعرے کو تقویت دینے میں حصہ لیا ہے۔ اور اپنے کینیڈین ہم وطنوں کو یاد دلاتے ہیں کہ وہ آزادی جس کا ہم لطف اُٹھا رہے ہیں وہ بہت قیمتی چیز ہے اور اِسے کسی صورت میں بھی فراموش نہیں کرنا چاہئے۔

لہٰذا آپ کے وزیراعظم کی حیثیت سے میں تمام کینیڈین عوام کی طرف سے اپنے اس ملک کے خدوخال کو تقویت دینے اور بہتر بنانے کے لئے آپ کا شکریہ ادا کرتا ہوں۔

''خواتین وحضرات!

مذہبی آزادی کے خلاف تشدد ساری دنیا میں دور دور تک پھیلا ہوا ہے اور یہ دن بدن بڑھ رہا ہے۔ ایران میں بہائی اور عیسائی قید و بند کی صعوبتوں سے دوچار ہیں اور کچھ کو موت درپیش ہے۔ پاکستان میں احمدی (۔)، شیعہ مسلمان، عیسائی، سکھ اور ہندو ظلم و تشدد کا نشانہ بنے ہوئے ہیں۔ چین میں ایسے عیسائی جو حکومت کی مقرر کردہ حدود سے تجاوز کرتے ہیں اُن کو زیرزمین ہونے پر مجبور کر دیا گیا ہے۔ اور اُن کے پیشواؤں کو گرفتار کرکے نظر بند کر دیا جاتا ہے جب کہ Uyghur مسلمان، تبت کے بدھ افراد، اور Falun Gong کے پیروکار دباؤ اور دھمکیوں کا شکار ہیں۔ دوسرے اور کئی مقامات پر بھی ہم خوف و ہراس پھیلا ہوا دیکھتے ہیں۔ جہاں عبادت گاہیں تباہ کر دی جاتی ہیں۔ اور اُن کے ماننے والوں پر حملے کئے جاتے ہیں۔ اور بعض جگہوں پر اُن کا قتل عام بھی کیا جاتا ہے۔ عراق میں شیعہ مسلمان زائرین کو، مصر میں محصور قبطی عیسائیوں کو، نائیجیریا میں عبادت میں مشغول عیسائیوں کو قتل و غارت کیا جا رہا ہے۔ اور یہ ناگوار فہرست بڑھتی ہی چلی جاتی ہے۔

اِن مظالم اور نااِنصافیوں کے خلاف کینیڈا خاموش تماشائی نہیں رہے گا۔ یقیناً کینیڈا خاموش نہیں ہے۔ ہماری حکومت کے تحت کینیڈا نے پُرزور اور مربوط انداز میں اِس کے خلاف آواز اُٹھائی ہے۔ کینیڈا نے دنیا بھر میں انسانی حقوق کا بلاخوف وخطر دفاع کیا ہے۔ اور ہم نے نہ صرف آواز اُٹھائی ہے بلکہ عملی اقدامات بھی کئے ہیں۔ اور ہم نے مذہبی آزادی کیلئے اجتماعی حمایت بھی حاصل کی ہے۔ مثلاً جی۔ایٹ کے قائدین، کامن ویلتھ اور فرینکوفونک ممالک سے۔ اور کینیڈا نے 20 ہزار کے قریب عراقی باشندوں کو محفوظ پناہ دی ہے۔ جن میں سے بہت سے بابل کے کیتھولک عیسائی ہیں جنہیں اُن کے قدیم آبائی گھروں سے موت کی دھمکیاں دے کر بےدخل کیا گیا ہے۔

لیکن ہم دنیا بھر میں بنیادی حقوق کی روز بروز بڑھتی ہوئی پامالی اور شدت اور جمہوریت کے اِس قتل عام کے خلاف اور بہت کچھ کرنے کا ارادہ رکھتے ہیں۔

یہ عدل کا تقاضا ہے۔ اِس کی فوری ضرورت ہے۔اور ہماری ذمہ داری عیاں ہے۔ یہ کینیڈا میں رہنے والوں اور ایک آزاد ملک کے شہریوں کی حیثیت سے ہمارا ایک مقدس فریضہ ہے۔

Sir Wilfrid Laurier نے ایک دفعہ کہا تھا اور ہمیں اسے ہمیشہ یادرکھنا چاہئے۔

’’کینیڈا آزاد ہے اور آزادی ہی اِس کی قومیت ہے۔‘‘

خواتین وحضرات!

ہر شخص کے ضمیر کے مطابق اُس کی عبادت کی آزادی ہمارے تشخص کا بنیادی ماخذ ہے اور ہماری تمام آزادیوں کی بنیاد اور اساس بھی۔ یہی وجہ ہے کہ میں آج یہاں (ایوان طاہر) آکر بڑا اعزاز محسوس کررہا ہوں، ایک ایسی جگہ جہاں لوگ آزادی سے نماز ادا کرسکتے ہیں جن کے خلاف کبھی قانونی کارروائی کی گئی تھی۔

خواتین وحضرات!

اِس ملک میں جس کا طُرہ امتیاز مختلف اقدار کیلئے برداشت اور انسانی وقار کا احترام ہے۔ میں کینیڈا کی مذہبی آزادی کے دفتر Canada's Office of Religious Freedom کی تشکیل کا اعلان کرتے ہوئے انتہائی فخر محسوس کررہا ہوں۔

میں انتہائی مسرت سے کینیڈا کی مذہبی آزادی کے پہلے سفیر Ambassdor of Religious Freedom کا اعلان بھی کررہا ہوں، وہ ایک دانشور، بااصول اور گہری سوچ رکھنے والے انسان ہیں۔

میں ان الفاظ کے ساتھ تمام حاضرین سے ڈاکٹر اینڈریو بینٹ Dr. Andrew Bennett کو خوش آمدید کہنے کی درخواست کرتا ہوں۔

اُن کا دفتر امور خارجہ کے محکمہ کے تحت کام کرے گا۔ ڈاکٹر بینٹ دنیا بھر میں مذہبی آزادی پر نظر رکھیں گے اور کینیڈا کی خارجہ پالیسی کے کلیدی مقصد کی حیثیت سے اِس کی ترویج کریں گے اور مذہبی آزادی کے تحفظ کے حوالہ سے کینیڈین حکومت کی پالیسیوں اور پروگراموں کی تشکیل میں مدد کو بھی یقینی بنائیں گے۔

ڈاکٹر بینیٹ!

میں آپ کو اس انتہائی اہم مشن میں کامیابی کے لئے اپنی نیک خواہشات اور بھرپور تعاون کا یقین دلاتا ہوں۔

خواتین وحضرات!

مجھے علم ہے کہ اِن سامعین کو مذہبی آزادی کے دفاع میں کارروائی کیلئے کچھ کہنے کی ضرورت نہیں لیکن کچھ ایسے ہیں جو عام طور پر تو اِس کی حمایت میں ہیں مگر اُنہوں نے اِسے ترجیح دینے کے لئے نہیں سوچا۔ اور چند ایسے بھی ہیں جو یہ خیال کرتے ہیں کہ یہ معدودے چند کینیڈین لوگوں اور ایسی کمیونیٹیز کا مسئلہ ہے جو اِس سے بہت زیادہ متاثر ہوئی ہیں۔

مجھے کُھل کر کچھ کہنے دیں کہ مذاہب کو یکجا کرنے کے وقار اور جمہوریت کے ارتقاء میں نہایت اہم اور تاریخی رشتہ ہے۔ اور یہی وجہ ہے کے ہم ساری دنیا میں آزادی ضمیر اور آزادی مذہب کے چیمپیئن بنے رہیں گے۔ اور آج بھی کئی صدیوں پہلے کی طرح جمہوریت کسی معاشرہ میں ایسی زرخیز زمین تلاش کرسکے گی اور نہ پائے گی۔ جہاں آزادی ضمیر اور آزادی مذہب کا تصور موجود نہ ہو۔

ہماری تاریخ میں انسانی حقوق کے ایک عظیم چیمپیئن اور سابق وزیراعظم John Diefenbaker نے پہلے پہل کینیڈین بل آف رائٹس Bill of Rights کو پیش کرتے وقت اِن حقائق کا مشاہدہ کیا تھا اور آپ کی یاددہانی کے لئے، اُنہوں نے کہا تھا:

’’میں ایک کینیڈین ہوں، ایک آزاد کینیڈین، اظہار رائے کے لئے بلاخوف وخطر آزاد، اپنے انداز میں خدا کی عبادت کرنے کے لئے آزاد، اپنے خیالات پر ڈٹے رہنے کیلئے آزاد، جسے میں غلط سمجھوں اُس کی مخالفت کرنے کیلئے آزاد، جو میرے ملک پر حکومت کریں گے، اُن کا انتخاب کرنے کے لئے آزاد ہوں۔

میں عہد کرتا ہوں کہ میں آزادی کی اِس میراث کو اپنے لئے اور تمام بنی نوع انسان کے لئے برقرار رکھوں گا۔‘‘

یقیناً یہی وہ آزادی کی میراث ہے جس کے بارہ میں سابق وزیر اعظم John Diefenbaker نے بات کی تھی۔ جس نے لاکھوں لوگوں کو ہمارے عظیم ملک کی طرف راغب کیا۔

اور یہی وہ ’آزادی کی میراث‘ ہے جس کے دفاع کے لئے بہت سے کینیڈین لوگوں نے دنیا بھر میں بہت سی ظالمانہ کارروائیوں اور جبروتشدد کے خلاف جدوجہد میں اپنی جانیں قربان کیں۔

تاریخ کے ہر دور میں اور ہمارے آج کے دور میں بھی جو حکومتیں مذہبی آزادی کے تقدس کو پامال کرتی ہیں، وہ زندگی کے ہر دائرہ عمل میں مسلط ہونے کا میلان رکھتی ہیں۔

اِس کے برعکس وہ عظیم روایات جن کی کینیڈا نمایاں مثال پیش کرتا ہے اُن کی بنیاد اُس انسان کی پہچان پر ہے جسے وزیراعظم Dienfebaker نے ’انسان کی متبرک شخصیت‘ کہا تھا۔

قانون کی حکمرانی کے تحت کسی پابند حکومت کی یہ ایک روایت ہے کہ ایک ایسی حکومت جو انسان کے تقدس اور وقار کی پاسداری کے لئے بے پناہ توقیر کی پابند ہوتی ہے۔ اور ایسی حکومت جو آزادی کے ارتقاء اور اُن لوگوں کی خوش حالی کیلئے وقف ہوتی ہے، جن کی خدمت کے لئے وہ مقرر ہو۔

ہماری حکومت اِس مقصد کے لئے وقف ہے اور ہم دوسرے ملکوں اور تمام مخلص لوگوں کے ساتھ مل کر اِن مشترکہ اصولوں کے لئے کام کریں گے۔

آخر میں خواتین وحضرات!

میں آپ کو اپنے ایک ذاتی تجربہ کے بارے میں کچھ بتانا چاہتا ہوں۔ ایک ایسا واقعہ جو ہماری آج کی پیش قدمی کا شدت سے احساس دلاتا ہے۔ وزیر اعظم کی حیثیت سے کام کے دوران مجھے بہت سی غیر معمولی شخصیات سے ملنے کا موقع ملتا ہے اور اِن میں بھی کچھ بہت نمایاں ہوتی ہیں۔

2011ء میں ایک ایسی ہی شخصیت سے میری ملاقات اپنے دفتر پارلیمنٹ ہل میں ہوئی۔ وہ پاکستان میں اقلیتوں کے وزیر شہباز بھٹی تھے۔ اُنہوں نے نہ صرف خطرے سے دوچار اپنے عیسائی ساتھیوں بلکہ ہندوؤں، سکھوں، احمدی (۔) اور تمام دوسری اقلیتوں کے دفاع کے لئے ان تھک کام کیا۔ اور وہ یہ جانتے ہوئے ایسا کررہے تھے کہ موت کی دھمکیاں اُن کے سر پر منڈلا رہی ہیں۔ وہ ایک قابل احترام اور منکسر المزاج انسان تھے۔ ہم نے مذہبی اقلیتوں کو درپیش دھمکیوں اور کینیڈا کی مزید کارروائی کے موضوع پر گفتگو کی۔

صرف تین ہفتہ بعد اسلام آباد میں کام پر جاتے ہوئے شہباز بھٹی ہلاک کردیئے گئے۔ ہم میں سے جو لوگ اُن سے ملے ہیں اور یقیناً اُن کے خاندان کے عزیز اور دوست اُن کے صدمہ کا ماتم کرتے رہیں گے۔ لیکن مجھے یقین ہے کہ اُن کا نظریہ، اُمید کا نظریہ ہے۔ اُن لوگوں کیلئے اُمید جنہیں اُن کے عقائد کی وجہ سے تنگ کیا جارہا ہے۔ اُن لوگوں کیلئے اُمید جو سمجھتے ہیں کہ وہ تبدیلی لاسکتے ہیں۔ یہ اُمید کہ اگر ایک شخص کی نیک نیتی اُسے انتہائی پریشان کن حالات کے باوجود بغاوت کیلئے اُکسا سکتی ہے تو ہمیں اپنا حصہ ڈالنے کیلئے ہماری نیک نیتی بھی جوش اور غیرت دلاسکتی ہے۔

شہباز کے علاوہ اَن گِنت مرد اور عورتیں جنہیں اُن کے عقائد کی وجہ سے ستایا جاتا ہے اگرچہ ہم اُن کا نام بھی نہیں جانتے لیکن اُن کے لئے ہمارا پیغام یہ ہے کہ:

’’کینیڈا آپ کو نہیں بھولے گا۔ جب آپ کو خاموش کیا جائے گا تو ہم آپ کے لئے آواز اُٹھائیں گے۔ آپ کی وکالت کے لئے ہم اپنی آزادی کو استعمال میں لائیں گے اور ہم اُس وقت تک چین سے نہیں بیٹھیں گے جب تک آپ ایک انسان کی حیثیت سے بلاخوف وخطر اپنا پیدائشی حق مکمل طور پر حاصل نہیں کرلیتے۔ آپ کا بہت بہت شکریہ!

پریس کانفرنس

سوال: محترم ہارپر! امریکہ میں اسی قسم کا ایک دفتر قائم ہے اس پر تنقید کی گئی ہے جس میں سٹیٹ ڈیپارٹمنٹ بھی شامل ہے کہ اس دفتر کے قیام کا بنیادی مقصد پوری دنیا میں عیسائیت کے تحفظ اور فروغ کیلئے وقف کرنا ہے۔ اور اس دفتر کے لئے سفیروں میں سے ایک ایسے مخصوص سفیر کو آٹوا ہ کے ایک پرائیویٹ عیسائی ادارہ سے لیا گیا ہے۔ آپ ان لوگوں کو کیا جواب دیں گے جنہیں یہ خدشہ ہوسکتا ہے کہ کینیڈا کا مذہبی آزادی کا دفتر بھی کہیں ایسی راہ پر ہی چل پڑے جس کے متعلق اسی قسم کے خدشات ہوسکتے ہیں؟

(Candance Daniel from Global)

جواب: یہ بات واضح ہے کہ کینیڈا ایک مختلف ملک ہے ۔ جہاں غیر مسیحی مذاہب کے ماننے والوں کی تعداد نمایاں ہے۔ بلاشبہ آج کی تقریب کا انعقاد ہم اس جگہ کررہے ہیں اور جس کی میزبان احمدیہ کمیونٹی ہے۔ اس سے بھی صاف ظاہر ہوتا ہے کہ یہ دفتر کسی ایک مخصوص مذہب کے فروغ کے لئے نہیں ہے۔ بلکہ سب متنوع مذاہب کے لئے پوری دنیا میں مذہبی رواداری قائم کرنے کے لئے ہے، یہ بہت ضروری بات ہے ۔اس کی بنیادی حیثیت، ان عوامل میں سے ایک ہے جو کینیڈا کو ایک عظیم معاشرہ بناتے ہیں ۔ اور یہ ان چیزوں میں سے ایک ہے جسے ہم پوری دنیا میں بنی نوع انسان کی بھلائی اور فائدہ کے لئے پھیلانے چاہتے ہیں۔

سوال: وزیراعظم! کیا یہ دفتر ان لوگوں کی بھی وکالت کرے گا جو اذیتوں کا شکار ہیں یا دباؤ میں ہیں۔ اس وجہ سے کہ وہ دہریہ ہیں اور کسی بھی مذہب کو مانتے ہیں یا نہیں مانتے۔

(Joseph Brean from National Post)

جواب: یہ وہ دفتر ہے جس کا کام مذہبی رواداری اور ہم آہنگی کا قیام اور تنوع پیدا کرنا ہے اور جیسا کہ پریذیڈنٹ ملک (ملک لال خاں صاحب امیر جماعت احمدیہ کینیڈا) نے ایسے لوگوں کے بارہ میں خود بھی کہا ہے کہ جو کوئی عقیدہ نہیں رکھتے۔

یہ ایک جائز مذہبی اور جمہوری نظریہ ہے جسے ضروری ہے کہ ہم سب قبول کریں اور اس کو فروغ دیں۔ ہم کسی پر کچھ مسلط نہیں کررہے۔ ہم لوگوں کے عقائد کا احترام کرنے کی کوشش کررہے ہیں۔ ان کے اپنے مذہبی عقائد ہیں۔ ہم ان کے دینی یا لادینی عقائد دوسروں پر عائد نہیں کررہے ۔ ایک جمہوری معاشرہ کے لئے ضروری ہے کہ ہر ایک مذہب کا احترام کیا جائے خواہ وہ کوئی بھی مذہب رکھتے ہوں خواہ ان کا اپنا کوئی مذہب ہی نہ ہو۔

(اردو ترجمہ از محمد اکرم یوسف)

مکرم رانا سلیمان صاحب

مغلیہ حکمرانوں کا ایک مختصر جائزہ

ہند میں عرب تاجروں نے اشاعت اسلام سے قبل ہی آنا جانا شروع کر رکھا تھا مگر 712ء میں فتح سندھ کے بعد وسیع پیمانے پر یہاں اسلام پھیلا۔ اس کے بعد محمود غزنوی نے یہاں عنانِ حکومت سنبھالی۔ غزنوی حکمرانی کے بعد بادشاہوں کا دور آیا۔ جن کے بعد قطب الدین ایبک جو نسلاً ایک غلام زادہ تھے، تخت نشین ہوئے۔ خاندان غلاماں کے بعد خلجی، تغلق، سید اور لودھی خاندان کے حکمران یہاں حکومت کرتے رہے۔ تاہم 1524ء میں ظہیر الدین بابر نے لاہور پر قبضہ کر کے یہاں مغلوں کے اندازِ حکمرانی کو متعارف کروایا۔ اس کے دو سال بعد 1526ء میں پانی پت کے تاریخی معرکے میں لودھی خاندان کو شکست دے کر بابر نے باقاعدہ دہلی کو اپنا پایا تخت بنالیا۔

نصیر الدین ہمایوں بابر کا بیٹا تھا جو 1530ء میں بادشاہ بنا اور اس نے سلطنت اپنے بھائیوں میں بانٹ دی تاکہ بغاوت نہ ہو اور ہر کوئی مطمئن رہے مگر اس کی یہ پالیسی کامیاب نہ ہوئی اور اسے پے درپے بغاوتوں کا سامنا کرنا پڑا۔ اور 1540ء میں شیر شاہ سوری نے اسے شکست دے کر تخت پر قبضہ کر لیا۔ سوری ایک بہادر بادشاہ تھا۔ اس کے زمانے میں وسیع فتوحات ہوئیں اور ہندوستان کا ایک بڑا حصہ اس کے زیرِ نگیں آ گیا۔ اس نے مختلف مہمیں سر کیں اور بغاوتیں دباتا رہا اور 1545ء میں وفات پا گیا۔ ہمایوں کی وفات کے بعد اس کا بیٹا سلیم اور سلیم کے بعد اس کا بارہ سالہ بیٹا فیروز شاہ حکمران بنا مگر اس دوران بادشاہت دراصل اس کے ماموں محمود شاہ عادل کے ہاتھوں میں رہی مگر وہ عنان حکومت پر اپنی گرفت مضبوط نہ رکھ سکا، جس سے موقعہ پا کر ہمایوں نے ایرانی سپاہیوں کی مدد سے حملہ کر دیا اور دیکھتے ہی دیکھتے ایک وسیع علاقہ کو زیر کر لیا۔

اس نے اپنے بھائیوں کی جو باغی تھے خوب خبر لی اور اپنے زیرِ نگیں وسیع سلطنت پر بڑی آن بان سے حکومت کرنے لگا 1556ء میں سیڑھیوں سے گر کر وفات پائی۔ ہمایوں کا بیٹا اکبر اپنے باپ کی جلاوطنی ایران کے دوران پیدا ہوا اور ہمایوں کی وفات کے بعد اکبر بادشاہ بنا۔ اکبر نے اپنی سلطنت کو وسیع تر کیا ملکی نظام کو بہتر بنایا اور غیر مسلم اقوام سے قریبی تعلقات قائم کیے۔

اکبر کی وفات ہوئی تو اس کا بیٹا نورالدین جہانگیر بادشاہ ہوا۔ موصوف کا اصل نام سلیم تھا۔ جو اکبر نے ایک بزرگ شیخ سلیم کے نام پر رکھا تھا۔ جب بادشاہ بنا تو اس نے ایک نظام عدل قائم کیا۔ جہانگیر نے مہر النساء نامی ایک بیوہ سے شادی کر لی اسے نور جہاں کا خطاب دیا۔ 1627ء میں جہانگیر کا انتقال ہوا۔ شاہجہاں جس نے اپنے والد جہانگیر کے دور میں بھی بغاوت کی تھی جسے کچل دیا گیا۔ اب جہانگیر کی وفات کے بعد نور جہاں اپنے داماد شہر یار کو بادشاہ بنانا چاہتی تھی مگر شہزادہ خرم نے خانہ جنگی کو ہوا دی اور شاہجہان کے نام سے تخت پر قبضہ کر لیا۔ شاہجہان کو تعمیرات کا بڑا شوق تھا اس نے بے شمار مساجد اور عمارات بنوائیں اس کے انہی تعمیری مشاغل کی بنا پر اس کو (انجینئر بادشاہ) کہا جاتا ہے۔ اس نے اپنی بیوی ممتاز محل کی یاد میں آگرہ میں تاج محل کا وہ شاندار عجوبہ تعمیر کروایا جسے عجوبات عالم میں ساتویں نمبر پر شمار کیا جاتا ہے۔

1666ء میں شاہجہان کا انتقال ہوا۔ اس کی زندگی ہی میں تاج شاہی کی خاطر اس کے بیٹوں نے لڑنا شروع کر دیا تھا جن میں سے اورنگزیب عالمگیر نے تخت پر قبضہ کر لیا۔ اس نے اپنی سلطنت کو بہت وسیع کیا اور مرہٹوں کی شورش کو دبائے رکھا۔ 1707ء میں یہ عظیم حکمران وفات پا گیا۔ پھر شاہ عالم اوّل وسیع سلطنت جو محمد اعظم اور کام بخش کو قتل کر کے اس نے حاصل کی تھی پر انتظامی صلاحیت کا مظاہرہ نہ کر سکا جس کی وجہ سے بہت سی ریاستیں ہاتھوں سے نکلنے لگیں شاہ عالم کے بعد جہاندار بادشاہ ہوا۔ پروفیسر حسن اختر لکھتے ہیں ''اس سے مغلیہ سلطنت کے زوال کا آغاز ہوا۔''

جہاندار شاہ کے بعد فرخ سیر بادشاہ بنا اس کا دور 1719ء تک رہا اور اس دوران اس نے 1715ء میں اس نے ایسٹ انڈیا کمپنی کو ہندوستان میں تجارت کی اجازت دی۔ اس کے بعد دو اور شاہان مملکت تخت سلطنت پر جلوہ افروز ہوئے اور غائب ہو گئے۔

محمد شاہ رنگیلا 1717ء سے 1739ء تک روشن اختر، محمد شاہ کے لقب سے بادشاہت کرتا رہا۔ پھر احمد شاہ نے 1754ء تک حکومت کی پھر عالمگیر ثانی 1759ء تک پانچ سال حکمران رہے اس کے دور میں 1757ء میں میر جعفر نے غداری کی اور بنگال پر انگریز قابض ہو گئے عالمگیر ثانی کے قتل کے بعد اس کا بیٹا شاہ عالم ثانی نے عنان حکومت سنبھالی مگر دہلی میں بھی لوگ اس کو اپنا بادشاہ نہ مانتے تھے۔ احمد شاہ ابدالی نے مرہٹوں کو بار بار حملے کر کے دبایا اور 1806ء میں جب شاہ عالم کی وفات ہوئی تو اکبر شاہ ثانی نے حکومت سنبھالی مگر اصل اختیارات انگریزوں کے پاس ہی تھے۔ ان کی موجودگی صرف علامتی تھی۔ بہادر شاہ ظفر 1837ء میں حکمران بنے۔ مگر ''ملک شاہ بہادر کا اور حکم کمپنی بہادر کا'' جیسے مقولے عام تھے۔ آپ کے ولی عہد کے بارے میں انگریزوں نے یہ شرط عائد کر دی کہ وہ اپنے نام کے ساتھ بادشاہ کی بجائے شہزادہ لکھا کریں۔ 1857ء میں ہندوؤں اور مسلمانوں نے مل کر انگریزوں کو بزور شمشیر نکالنے کی کوشش کی مگر کامیابی نہ ہوئی حتیٰ کہ انگریز افسر ہڈسن نے دہلی پر قبضہ کر کے مغلیہ سلطنت کا چراغ ہمیشہ کے لئے گل کر دیا۔

مدرسۃ الحفظ میں داخلہ

مدرسۃ الحفظ میں داخلہ سال 2013ء کے لئے داخلہ فارم یکم مئی تا 30 جون 2013ء مدرسۃ الحفظ سے حاصل کئے جا سکتے ہیں۔ داخلہ فارم مکمل کرنے کے بعد مدرسۃ الحفظ میں جمع کروانے کی آخری تاریخ 25 جولائی 2013ء ہے۔ مقررہ تاریخ کے بعد کوئی فارم وصول نہیں کیا جائے گا۔ نامکمل فارم پر کارروائی ممکن نہیں ہو گی۔ داخلہ فارم حاصل کرنے اور واپس جمع کروانے کا وقت صبح 8 تا 12 بجے ہے۔ تمام احباب سے گزارش ہے کہ مقررہ اوقات میں تشریف لائیں۔

فارم کے ہمراہ مندرجہ ذیل سرٹیفکیٹ لف کریں۔

1۔ برتھ سرٹیفکیٹ کی فوٹو کاپی (انٹرویو کے وقت اصل سرٹیفکیٹ ہمراہ لانا ضروری ہے)

2۔ پرائمری پاس سرٹیفکیٹ کی فوٹو کاپی (انٹرویو کے وقت اصل سرٹیفکیٹ ہمراہ لانا ضروری ہے)

نوٹ: فارم پر صدر/امیر جماعت کی تصدیق ضروری ہے۔

اہلیت:

1۔ امیدوار کیلئے ضروری ہے کہ 31 جولائی 2013ء تک اس کی عمر بارہ سال سے زائد نہ ہو۔

2۔ امیدوار پرائمری پاس ہو۔

3۔ امیدوار نے قرآن کریم ناظرہ صحت تلفظ کے ساتھ مکمل پڑھا ہو۔

انٹرویو:

1۔ ربوہ کے امیدواران کا انٹرویو مورخہ 17/اگست صبح 6:30 بجے مدرسۃ الحفظ میں ہو گا۔

2۔ بیرون ربوہ کے امیدواران کا انٹرویو مورخہ 18 اور 19/اگست کو صبح 6:30 بجے مدرسۃ الحفظ میں ہو گا۔

انٹرویو کے لئے امیدواران کی لسٹ مورخہ 15/اگست کو دارالضیافت کے استقبالیہ میں اور مدرسۃ الحفظ کے گیٹ پر آویزاں کر دی جائے گی۔ تمام امیدواران سے درخواست ہے کہ انٹرویو کے لئے آنے سے قبل اس بات کی تسلی کر لیں کہ ان کا نام لسٹ میں شامل ہے۔ نیز مقررہ وقت پر تشریف لائیں۔

عارضی لسٹ اور تدریس کا آغاز:

کامیاب امیدواران کی عارضی لسٹ مورخہ 21/اگست 2013ء کو صبح 10:00 بجے مدرسۃ الحفظ اور نظارت تعلیم کے نوٹس بورڈ پر آویزاں کر دی جائے گی۔ تدریس کا آغاز مورخہ یکم ستمبر 2013ء سے ہو گا حتمی داخلہ 31 دسمبر 2013ء کے بعد تسلی بخش تدریسی کارکردگی پر دیا جائے گا۔

نوٹ: انٹرویو کیلئے قواعد پر پورا اترنے والے امیدواران کو علیحدہ سے کوئی اطلاع نہیں بھجوائی جائے گی۔

جو احباب اپنے بچوں کو داخل کروانے کے خواہشمند ہیں وہ ابھی سے اپنے بچوں کو روزانہ آدھا پارہ تلاوت کی عادت ڈالیں اور آخری پارے سے حفظ کروانا شروع کروا دیں۔

مدرسۃ الحفظ۔ شکور پارک نزد نصرت جہاں اکیڈمی
ربوہ پوسٹ کوڈ: 35460
فون: 047-6213322
(پرنسپل مدرسۃ الحفظ ربوہ)

دورہ نمائندہ مینیجر روزنامہ الفضل

مکرم منور احمد ججہ صاحب نمائندہ مینیجر روزنامہ الفضل آجکل توسیع اشاعت، وصولی واجبات اور اشتہارات کے حصول کیلئے کراچی کے دورہ پر ہیں۔ احباب جماعت و اراکین عاملہ، مربیان کرام اور صدران جماعت سے خصوصی تعاون کی درخواست ہے۔ (مینیجر روزنامہ الفضل)

ملیریا سے بچاؤ

آج کل عام طور پر ہسپتال میں ملیریا کے مریضوں کی تعداد میں اضافہ ہو رہا ہے۔ ملیریا سے بچاؤ کیلئے درج ذیل امور کی طرف خصوصی توجہ ہونی چاہئے۔ اس سلسلہ میں احباب کی خدمت میں گزارش ہے کہ

گھروں کے باہر کیاریوں اور اردگرد کے ماحول میں سپرے کروائیں۔

دروازوں اور کھڑکیوں پر جالی لگوائیں۔ اگر جالی لگی ہوئی ہے تو انہیں بند رکھیں۔

خصوصاً رات کے اوقات میں Repellant میٹس اور جلیبی ٹائپ رنگ وغیرہ استعمال کریں۔

گھروں کی چھتوں اور صحن میں سونے کی صورت میں مچھر دانی کا استعمال کریں۔

گھروں کے باہر پانی کھڑا نہ ہونے دیں۔

ڈسٹ بن اوپر سے ڈھکے ہونے چاہئیں اور ان کو فوری طور پر خالی کر دیا جائے۔

(ایڈمنسٹریٹر فضل عمر ہسپتال ربوہ)

عجائبات عالم

اینگکر واٹ۔کمبوڈیا

ایک مندر۔ایک محل

جنوب مشرقی ایشیا کی تہذیب پر بھارتی ہندو تہذیب کا بہت گہرا اثر ہے یہ اثر ہندومت اور بدھ مت کی شکل میں بہت نمایاں ہے۔ان دو مذاہب کے اثر کی وجہ سے یہاں دو قسم کی مذہبی عمارتیں بنی ہیں۔ ہندو مقبرے جو اس انداز میں تعمیر کئے گئے ہیں کہ ان میں مختلف دیوتاؤں کے بت موجود ہیں یا پھر بدھ مت کی وہ عمارتیں جو ''اسٹوپا'' کہلاتی ہیں۔

اینگکر تہذیب 8ویں سے 14ویں صدی عیسوی کے دوران شمال مغربی کمبوڈیا میں پھلی پھولی۔ اس تہذیب کا دارالحکومت مشہور زمانہ اینگکر تھام تھا۔اب اس مندر کی باقیات کمبوڈیا کے مشہور شہر سیم ریپ میں موجود ہیں۔ 820ء اور 1100ء کے دوران کمبوڈین شہنشاہوں نے سیم ریپ میں کئی شہر اور مندر تعمیرا کرائے تھے۔ان میں اینگکر تھام شہر سب سے عجیب وغریب تھا۔یہ تقریباً10 مربع کلومیٹر رقبے پر پھیلا ہوا تھا اور لاکھوں لوگوں نے اس کی تعمیر میں حصہ لیا۔یہ اس وقت کے کسی بھی یورپی شہر سے زیادہ عجیب و غریب تھا۔اس شہر کے گرد ایک دیوار بھی تعمیر ہوئی جس کے پانچ دروازے تھے اور اس دیوار کے اندر کئی مندر بھی بنائے گئے۔ان مندروں میں اپنی تعمیر وہیئت کے لحاظ سے اینگکر واٹ سب سے نمایاں تھا اور دنیا کے عجائبات میں شمار ہوتا تھا۔ اینگکر واٹ مندر غالباً دنیا کی سب سے بڑی مذہبی عمارت ہے۔

اینگکر واٹ کمپلیکس کے اردگرد جو دیوار ہے اس کے چاروں طرف 1905 میٹر چوڑی خندقیں کھدی ہوئی ہیں جو ہندو دیو مالائی تصور گہرے سمندر کو ظاہر کرتی ہیں۔ اس کی دیواریں جو 475 فٹ چوڑی اور 4905 فٹ لمبی ایک مستطیل بناتی ہیں۔دنیا کے محیط میں واقع پہاڑوں کو ظاہر کرتے ہیں۔ اندر جانے کا مرکزی راستہ رسومات کے انعقاد کا دروازہ ہے۔اس میں تین پویلین ہیں جن پر مینار بنے ہوئے ہیں۔اس راستے سے رسومات ادا کرنے والے لوگ دوسرے اندرونی احاطہ میں داخل ہوتے ہیں۔ تیسرے احاطے میں ایک گیلری بھی ہے۔یہ گیلری دو چبوتروں پر بنائی گئی ہے جن کے درمیان سرو کی شکل کا مرکزی مینار ہے اور یہی اینگکر واٹ کی سب سے اندرونی خانقاہ ہے۔اس مینار میں ایک دیوتا کا بت تھا جو اب غائب ہو چکا ہے۔روایت ہے کہ وہ سریا ورمن دیوتا کا بت تھا جس کی پوجا دیوتا وشنو سمجھ کر کی جاتی تھی۔

11ویں صدی کے دوران اینگکر تہذیب عروج پر تھی۔اس کے بعد یہ زوال پذیر ہونا شروع ہوئی جب ہمسایہ تھائی لینڈ کے حملے اور شاہی خاندان کے جھگڑے عروج پر پہنچ گئے۔تھائی فوجوں نے 1431ء میں اینگکر تھام پر قبضہ کرلیا لیکن جلد ہی وہ حملہ آور یہاں سے چلے گئے اور یہ جگہ ویران ہوگئی۔ 1860ء میں ایک فرانسیسی جغرافیہ دان ہنری موہٹ نے اینگکر تھام کے کھنڈرات دریافت کئے۔

1860ء اور 1900ء کے دوران فرانسیسی اور کمبوڈین ماہرین آثار قدیمہ نے کئی مندروں کی مرمت کی۔اینگکر واٹ کا مندر جو کہ اینگکرم تھام کے اندر تھا۔ایک مربع میل رقبے پر بنا ان سب میں نمایاں تھا اور اہرام کی طرز پر تھا یہ مندر 11ویں صدی عیسوی میں ہندو خدا وشنو کے اعزاز میں تعمیر کیا گیا۔اینگکر واٹ صرف ایک مندر ہی نہیں بلکہ بادشاہ کی رہائش گاہ اور مقبرہ بھی تھا۔ یہ مندر اور محل بیک وقت دو مقاصد پورے کرتا تھا۔

خبریں

مردوں میں ہارٹ اٹیک کے زیادہ خطرات

مردوں میں خواتین کی نسبت ہارٹ اٹیک کے زیادہ خطرات ہوتے ہیں۔مردوں میں عارضہ قلب اپنے باپ سے منتقل ہوتا ہے۔دنیا بھر میں ہر تین عارضہ قلب میں مبتلا افراد میں دو مرد ہیں۔خواتین کے مقابلے میں مردوں میں یہ مرض دس سے پندرہ سال قبل ہی ظاہر ہو جاتا ہے۔جس کی وجہ جنیاتی طور پر DNA کا ایک جزوائی (Y) کروموسوم ہے۔ برٹش ہارٹ فاؤنڈیشن کے ڈاکٹر پیلن ولسن نے یونیورسٹی آف لیسٹر کی اس تحقیق کو اہم سنگ میل قرار دیا۔یہ تحقیق تین ہزار سے زائد افراد پر کی گئی۔

گاڑی کا کنٹرول بذریعہ سمارٹ فون

ایک جاپانی کار ساز کمپنی نے ایسی جدید ترین کار تیار کر لی ہے۔جسے مکمل طور پر سمارٹ فون سے کنٹرول کیا جا سکتا ہے۔ Automated valet Parking کی ٹیکنالوجی سے لیس اس الیکٹرک کار کے ڈرائیور کو کار پارک کرنے کیلئے اس میں بیٹھنا ضروری نہیں۔ بلکہ اسے سمارٹ فون کے ذریعے کنٹرول کر کے پارک کیا جا سکتا ہے۔صرف یہی نہیں بلکہ کار میں بیٹھنے کے لئے آپ کو اس تک جانا نہیں پڑے گا۔ بلکہ اسی سمارٹ فون کے ذریعے کال کرنے پر کار خود آپ کے پاس آجائے گی۔

بیر۔حیاتین ''ج'' کا خزانہ

بیر کا پھل دنیا کے بہت سے ممالک میں پایا جاتا ہے۔جن میں چین، آسٹریلیا، پاکستان، بھارت اور شام سرفہرست ہیں۔بیر میں غذائی اعتبار سے حیاتین الف، ب اور ج کافی مقدار میں پائے جاتے ہیں۔اس میں حیاتین ج کی مقدار ترشاوہ پھلوں سے بھی زیادہ ہوتی ہے۔ بیر کے زمین میں لگے ہوئے پودے ستمبر میں پیوند کاری کے قابل ہو جاتے ہیں۔ بیر کے درخت پر اکتوبر، نومبر میں پھول اگتے ہیں اور فروری مارچ میں پھل اتارنے کے قابل ہو جاتا ہے۔

نصف صدی قبل گم ہونے والی سائیکل مل گئی

واشنگٹن سٹیٹ میں ایک خاتون کو پچاس سال قبل گم ہو جانے والی سائیکل مل گئی۔ہلسن پاز نامی خاتون جن کی عمر 99 سال ہے۔انہیں پچاس سال قبل بائیسکل تحفے میں ملی تھی۔ جو کچھ عرصہ بعد گم ہوگئی۔طویل عرصہ کے بعد ہلسن کو معلوم ہوا کہ ان کی گمشدہ سائیکل ایک درخت میں دھنسی ہوئی ہے۔ دراصل سائیکل جو جھاڑیوں میں تھی۔ درخت کے اگنے اور تناور ہونے کے ساتھ ساتھ اس کے اندر ہی دھنس ہوگئی تھی۔ دور سے دیکھنے میں سائیکل درخت کا حصہ معلوم ہوتی ہے۔

بلی نو سال بعد مالک کے پاس واپس آ گئی

سان فرانسسکو میں ایک بلی نو سال بعد اپنے مالکوں کے پاس واپس آ گئی۔ وینلا دی کیٹ نامی بلی نو سال قبل کیلیفورنیا کے شہر سلیٹو (Savaito) میں اپنے مالک سے بچھڑ گئی تھی۔اس دوران اس فیملی نے وینلا دی کیٹ کو ڈھونڈنے کی ہر ممکن کوشش کر ڈالی۔بلی اس دوران کسی اور شخص کے پاس رہی۔ جسے معلوم ہوا کہ اسے (Dementia بھولنے کی بیماری) ہے۔ مذکورہ شخص نے سان فرانسسکو کے اینیمل اینڈ کنٹرول ڈیپارٹمنٹ کو مطلع کیا۔ جہاں سے بلی کسی طرح نکل کر اپنے مالک کے پاس پہنچ گئی۔

(مرسلہ: مکرم ڈاکٹر ملک نسیم اللہ صاحب)

ربوہ میں طلوع وغروب 18 مئی	
طلوع فجر	3:41
طلوع آفتاب	5:08
زوال آفتاب	12:05
غروب آفتاب	7:02

17 تا 23 مئی 2013ء کلینک بندر ہے گا
عرفان ہومیو پیتھک کلینک
دارالنصر غربی ربوہ-موبائل: 03339799736

ارشد بھٹی پراپرٹی ایجنسی
لاہور، اسلام آباد، ربوہ اور ربوہ کے گردونواح میں پلاٹ مکان زرعی وسکنی
زمین خرید وفروخت کی با اعتماد ایجنسی 0333-9795338
بلال مارکیٹ بالمقابل ریلوے لائن ربوہ فون دفتر: 6212764
گھر: 6211379 موبائل 0300-7715840

شادی بیاہ ودیگر تقریبات پر کھانے پکوانے کا بہترین مرکز
مجید پکوان سنٹر
4/3 یادگار روڈ ربوہ
پروپرائیٹر: فرید احمد: 0302-7682815

KOHISTAN STEEL
DEALERS OF PAKISTAN STEEL MILLS CORPORATION LTD AND IMPORTERS
Talib-e-Dua:Mian Mubarik Ali

Tayyab Ahmad
Express Center Incharge
0321-4738874
First Flight Express (Regd.)
INTERNATIONAL COURIERS & CARGO SERVICES
DHL VIA DUBAI
Lahore:
Al-Riaz Nursery D-Block Faisal Town
Main Peco Road Lahore.Pakistan
PH:0092 42 35167717, 37038097
Fax:0092 42 35167717
35175887

FR-10